سوال

(902) یاایسے کلمات کی وجہ سے مولانا کافر ہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی خرم علی اور مولانا محمد اسماعیل شہید جو اپنی کتابوں میں انبیاء واولیاء کی شان میں توہین آمیز کلمات لائے ہیں، چنانچہ مذمت شرک کے باب میں آیت ان الشرک لظلم عظیم کے تحت فائدہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''جاننا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے'' الخ اور اس طرح کے اور بھی چند ایک اقوال ہیں اور مفسرین میں سے کسی نے بھی اپنی تفسیر میں اس طرح کا فائدہ نہیں لکھا ہے، کیا ایسے کلمات کی وجہ سے مولانا کافر ہیں اور کیا ان کی کتاب پھاڑ دینے کے لائق ہے؟ ادلہ اربعہ شرعی سے جواب دیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ بات کھل کر سامنے آجانی چاہیے کہ مولانا اسمٰعیل شہید کی عبارت پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو اس عبارت کے سیاق وسباق پر پوری طرح غور نہیں کیا گیا یا پھر تعصب اور ہٹ دھرمی ہے۔

اگر معترض آپ کی عبارت پر اچھی طرح غور کرتا تو اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو قرآن مجید میں کئی جگہ الزام دیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے غور وفکر سے کام نہیں لیتے، اگر معترض اچھی طرح غور کرتا تو اس کو صحیح سمجھ آجاتی اور اگر دوسری صورت ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

شریعت کے واقف لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کا اصل مقصود ان عوام کالانعام کے عقیدہ کی اصلاح ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ جناب باری تعالیٰ کے مختار کل ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں، کسی کو ذلیل کریں گے، کسی کو عزت بخشیں، کسی کو اولاد دیں یا نہ دیں، کسی کا رزق تنگ کریں یا فراخ سب ان کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں، ان کے نام کا وظیفہ کرتے ہیں مثلاً یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ، یا، یا علی، یا حسین، یا خواجہ جی وغیرہ وغیرہ، پھر ان کے سامنے پوری عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، ان کی قبروں پر سجدے میں گر پڑتے ہیں اور ان سے اتنا ڈرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے اس کا سوواں حصہ بھی نہیں ڈرتے۔ پہلے زمانہ کے کافروں کے بھی ایسے ہی عقیدے تھے، چنانچہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ ایسے عقائد باطلہ کی تردید کرکے صحیح عقیدہ ان کے سامنے پیش کیا جائے۔

امام رازی تفسیر کبیر میں سورہ یونس کی تفسیر میں آیت ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ کے تحت لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے نبیوں اور ولیوں کی شکل کے بت بنا رکھے تھے ان کا خیال تھا کہ جب ہم ان کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو ان کی روحیں خوش ہو کر اللہ کے پاس ہماری سفارش کرتی ہیں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں ''فلا تجعلوا اللہ انداداً'' کے تحت فرماتے ہیں کہ چوتھا طبقہ قبر پرستوں کا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی بزرگ آدمی اپنے مجاہدہ اور ریاضت کی وجہ سے مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی روح کو بہت طاقت اور وسعت نصیب ہوجاتی ہے، پھر اگر کوئی شخص ان کی قبر یا ان کی نشست و برخاست کی جگہ یا ان کی تصویر کے سامنے سجدہ کرے تو وہ (بزرگان دین) اس سے مطلع ہوکر خوش ہوتے ہیں اور ان کی سفارش کرتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی کسی کی خبر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اس آدمی سے گمراہ تر اور کون ہوسکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارے جو قیامت تک بھی ان کو جواب نہ دے سکیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہیں'' کیونکہ یا تو وہ پتھر ہیں جو سن ہی نہیں سکتے اور یا پھر خدا کے نیک بندے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہیں اور شرک ایسی بُری بلا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اٹھارہ پیغمبروں کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے عمل بھی ضائع اور برباد ہوجاتے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان بدشعار مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے بڑے سخت لفظ بھی فرمائے ''یقیناً وہ لوگ کافر ہیں، جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے، آپ فرمائیں اگر خداوند تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو برباد کریں تو خداوند تعالیٰ کو کون روک سکتا ہے۔

عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو برباد کردینے کے لائق نہیں ہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنے کے لیے ایسا فرمایا ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ یہاں دو نسبتیں الگ الگ ہیں ایک خالق سے مخلوق کی نسبت اور دوسری مخلوق کی مخلوق سے نسبت اور مولانا یہاں پہلی نسبت کے متعلق گفتگو کر رہے، کہ خالق کے ساتھ مخلوق کو کوئی ذرہ بھر کی نسبت نہیں ہے کجا حادث محتاج اور کجا قدیم موجد اور مقتدر ان میں آخر کیا نسبت ہے؟ کجا ایک ذرہ بے مقدار اور کجا صحرائے ناپید اکنار وہ باقی یہ فانی، وہ ازلی ابدی اور اس کی ہستی ایک آنی، تو اس صورت میں مخلوق کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، خدا تعالیٰ سے وہ نسبت کبھی نہیں ہوسکتی جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہوسکتی ہے کیونکہ خالق اور مخلوق میں جو فرق ہے وہ اصلی اور ذاتی ہے اور چمار اور بادشاہ میں جو فرق ہے وہ صرف اضافی ہے، حقیقی نہیں، کیونکہ زندگی موت، صحت، بیماری، پریشانی اور خوش حالی، غمی اور خوشی میں بادشاہ اور چمار بہر حال برابر ہیں، جیسے ایک چمار محل حوادث ہے، ویسے ہی بادشاہ بھی محل حوادث ہے، فرق ہے تو صرف حالی ہے کہ وہ ظاہری طور پر دنیاوی بادشاہ ہے۔

اور یہ غریب اور نادار ہے، پھر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ تخت شاہی سے معزول ہوکر ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی کوئی غریب آدمی تخت شاہی پر جلوہ فراز ہوجاتا ہے لیکن خداوند تعالیٰ کی حکومت ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے۔ اس میں کبھی زوال نہیں اور مخلوق اس کے مقابلہ میں ہمیشہ محتاج ہے اس کو کبھی قرار ذاتی نصیب ہی نہیں ہوسکتا، پھر مخلوق کو خالق سے وہ نسبت کب میسر ہوسکتی ہے جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہے اور تقویۃ الایمان والے کا مدعا بھی یہی کچھ بیان کرنا ہے۔

معترض کو چاہیے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت بڑے غور سے کرے، اس میں خداوند تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں، ایک احدیت اور دوسری صمدیت، باقی تمام صفات انہی کی شاخیں ہیں کیونکہ شرکت کبھی تعداد میں ہوتی ہے، اس کی نفی صفت اَحد سے فرمائی گئی ہے اور کبھی شرکت صفات جاہ و مرتبہ و منصب میں ہوتی ہے اس کی نفی لفظ صمد سے فرمائی گئی ہے اور صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب مخلوق اس کی محتاج ہو اور کوئی ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیے جہاں احتیاج ختم ہوجائے ورنہ تسلسل اور دور لازم آئے گا۔

جب باقی تمام مخلوقات اس کی محتاج ہوئی، تو پھر اس کے ساتھ برابری کیسے ہوسکتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ ''زمین اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہے، وہ اللہ کے پاس غلامی کی حالت میں آنے والا ہے، جلالین میں لکھا ہے کہ عبداً کا معنی ذلیل اور خاضع ہے، پھر فرماتے ہیں تمام مخلوق اس کے سامنے ذلیل ہے عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام بھی۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث باب القدر کے تحت لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جس طرح چاہے ان کو پھیرتا ہے ''اور تمام بنی آدم کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ''نبیوں اور ولیوں، کافروں، فاسقوں، فاجروں اور تمام بدبختوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔''

اب معترض کوچاہیے کہ وہ صاحب جلالین اور ملا علی قاری پر بھی فتویٰ لگائے کہ یہ بھی عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو ذلیل کہہ رہے ہیں اور ملا صاحب بھی کافروں، فاسقوں اور فاجروں کو، نبیوں اور ولیوں کے ساتھ ایک ہی صف میں کھڑا کررہے ہیں اور بعد ازاں صاحب تقویۃالایمان پر بھی فتویٰ لگالے ۔

علامہ طحطاوی شارح درمختار باب نذرللہ ولغیراللہ میں لکھتے ہیں کہ علماء پر احکام شریعت کا بیان کرنا ضروری ہے اور اس میں کسی کی تنقیص نہیں ہونی چاہیے ، جیسا کہ بے سمجھ لوگ خیال کرتے ہیں ، اگر بالفرض وہ ولی زندہ ہوتے تو وہ بھی یہی کچھ بیان کرتے اور اس سے خوش ہوتے ، اللہ تعالیٰ کے قول پر غور فرماؤ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ''وہ صرف ایک بندہ تھا، جس پر ہم نے احسان فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے بندوں کی طرح ایک بندے ہیں'' غور فرمانا چاہیے کہ علامہ طحطاوی عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ قرار دے رہے ہیں اگر بنظر حقارت ایسا کہا جائے تو آدمی کافر ہوجائے ، حقیقت میں یہاں مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنا مقصود ہے ۔

صاحب تفسیر نیشاپوری آیت للہ مافی السموات ومافی الارض یغفر لمن یشاء ویعذب عن یشاء کے تحت لکھتے ہیں کہ ''یہاں تعمیم ہے ''اگر وہ بخشنا چاہے تو ابلیس اور فرعون کو بھی بخش دے اور اگر سزا دینا چاہیے تو مقربین ملائکہ اور صدیقین کو سزا دے دے ۔

اور بیضاوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق فرماتے ہیں ''کانا یاکلان الطعام ''کہ وہ بھی کھانے کے ایسے ہی محتاج تھے جیسے دوسرے حیوانات محتاج ہوتے ہیں، جلالین میں بھی بالکل یہی لفظ ہیں، اب دیکھئے صاحب تفسیر بیضاوی وجلالین حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو حیوانوں سے تشبیہ دے رہے ہیں، حاشا وکلا ان کا مقصود ان کی توہین کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی محتاجی کو بیان کرنا مقصود ہے ۔

تفسیر مدارک میں آیت وھوالقاھر فوق عبادہ کے تحت لکھا ہے کہ ''قہر کا معنی ہے اپنی مرضی پورا کرلینا اور دوسرے کو اپنی مرضی پورا کرنے سے روک دینا'' اور یہی ذلیل کا معنی ہے کہ کوئی بھی اس کے کارخانہ قدرت میں دم نہیں مار سکتا کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا، کیونکہ وہ سب کے سب سراپا عاجز ہیں ۔

پھر ایک اور طرح سے بھی اس پر غور کرنا چاہیے کہ بادشاہ اگر ایک ذلیل چمار پر گرفت کرے اور اس کو سزا دے تو اس کی سزا بالکل محدود ہے کیونکہ موت کے بعد وہ اس کو کچھ سزا نہیں دے سکتا، لیکن خداوند تعالیٰ اگر کسی بندے کو سزا دینا چاہے تو اس کی سزا غیر محدود ہوگی کیونکہ موت کے بعد بھی وہ اس کو باربار زندہ کرنے پر قادر ہے اور سزا دے سکتا ہے، تو خداوند تعالیٰ کے صفات غیر متناہی ہیں اور بندہ اس کے مقابلہ میں سراپا عجز و نیاز ہے ۔

پس تقویۃالایمان کی عبارت کی شرح خدا تعالیٰ کی توفیق سے قرآن مجید اور حدیث شریف اور علماء ذی شان کے بیان کے مطابق ہوچکی ہے اب انصاف پرور حضرات سے توقع ہے کہ مکارم اخلاق کے مطابق اس پر غور فرمائیں گے اور صاحب تقویۃالایمان پر خواہ مخواہ ناراض نہ ہوں گے ۔ (سید محمد نذیر حسین)

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02